

بشریت و نورانیت انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام

شہید اسلام مولانا یوسف لدھیانوی شہید

سوال: جناب مکرمی مولانا صاحب! السلام علیکم

بعدہ عرض ہے کہ آپ کا رسالہ ”بینات“ شاید پچھلے سال یعنی ۱۹۸۰ کا ہے اس کا مطالعہ کیا جس میں چند جگہ کچھ اس قسم کی باتیں دیکھنے میں آئیں کہ جن کی وضاحت ضروری ہے کیونکہ میں نے اور دیگر حضرات کی کتابوں کا مطالعہ بھی کیا ہے جس سے آپ کی بات اور ان حضرات کی بات میں بڑا فرق ہے یا تو آپ ان کے خلاف ہیں؟ یا ان کی تحریروں کو نظر انداز کر رہے ہیں۔

مثلاً: نمبر ۱، ص ۳۵: ”آپ ﷺ اپنی ذات کے لحاظ سے نہ صرف نوع بشر میں داخل ہیں، افضل البشر ہیں، نوع انسان کے سردار ہیں۔ آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں، بشر اور انسان دونوں ہم معنی لفظ ہیں۔“ لیکن جب میں دوسرے حضرات کی تہنیف کو سامنے رکھتا ہوں تو زمین آسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے آخر اس کی کیا وجہ، حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”اصل عبارت ”امت“ نے اتفاق کیا ہے کہ وہ معرفت شریعت میں سلف

پر اعتماد کریں گے، چنانچہ تابعین نے صحابہ پر، تبع تابعین نے تابعین اور

اسی طرح ہر طبقہ کے علماء نے اپنے سے پہلوں پر اعتماد کیا ہے۔ (۱)

امید ہے کہ اگر دین کا سمجھ دار طبقہ یا کم از کم جو حضرات تبلیغ دین میں قدم رکھتے ہیں وہ تو اس طریقہ کو اختیار کریں تاکہ دین میں توازن قائم رہے اب مندرجہ بالا مسئلہ میں آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور ﷺ صرف بشر ہیں مگر افضل ہیں انسانوں کے سردار اور آدم علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں یعنی حضور ﷺ کی حقیقت بشر ہے۔ مگر حکیم الامت جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی تصنیف ”نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب“ میں پہلا باب ہی نور محمدی ﷺ پر لکھا ہے جس میں حضور ﷺ کی پیدائش اللہ تعالیٰ کے نور سے اور حضور ﷺ کے نور سے ساری کائنات کی پیدائش کا اظہار کیا ہے اور اس ضمن میں چند احادیث بھی روایت کی ہیں جن میں یہ ذکر بھی ہے کہ حضور ﷺ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے رب کے پاس نور تھے۔ اور یہ بھی ہے کہ میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ (۲)

اور جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں ”امداد سلوک“ میں:

”اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سایہ نہ رکھتے تھے

اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔“ (۳)

حضرت مجدد الف ثانی نے (دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۰ میں) فرمایا جس سے چند باتوں کا اظہار ہوتا ہے:

۱: حضور ﷺ ایک نور ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا: خلقت من نور اللہ، ”میں اللہ کے نور سے

پیدا ہوا ہوں۔“ ۲: آپ نور ہیں اور آپ کا سایہ نہ تھا۔ ۳: آپ نور ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت و

مصلحت کے پیش نظر بصورت انسان ظہور فرمایا۔ (۴)

مطلب یہ کہ مجدد صاحب بھی آپ کی حقیقت کو نور ہی مانتے ہیں لیکن قدرت خداوندی نے مصلحت

کے تحت شکل انسانی میں ظہور کیا۔ رسالہ ”التوسل“ جو مولوی مشتاق احمد صاحب دیوبندی کی تصنیف

ہے اور مولوی محمود الحسن صاحب، مفتی کفایت اللہ صاحب، اور مفتی محمد شفیع صاحب علماء دیوبند کی

تصدیقات سے موسود ہے، اس میں لکھا ہے کہ:

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین، میں نور سے مراد حضرت

رسول اکرم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ نور اور سراج منیر کا

اطلاق حضور کی ذات پر اسی وجہ سے ہے کہ حضور ﷺ نور مجسم اور روشن

چراغ ہیں۔ نور اور چراغ ہمیشہ ذریعہ وسیلہ صراط مستقیم کے دیکھنے اور

خوفناک طریق سے حالت حیات میں بھی وسیلہ ہے اور بعد وفات بھی

وسیلہ ہیں بلکہ آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ کے جہ

امجد عبدالمطلب کو قریش مصیبت کے وقت اسی نور کے سبب حل مشکلات کا

وسیلہ بنایا کرتے تھے (التوسل ص ۲۲) (۵)

تفسیر کبیر میں ہے:

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین، ان المراد بالنور

محمد ﷺ - وبالکتاب القرآن، (۶)

آپ سے عرض ہے کہ آپ بتائیں کہ یہ عقائد درست ہیں؟ نوٹ: ان حضرات کے عقائد سے

حضور ﷺ کی حقیقت نور ثابت ہے جو آدم سے پہلے پیدا ہوئی۔ فقط محمد مانگے

جواب: حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے حوالے سے آپ نے جو اصول نقل کیا

ہے کہ ”شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتماد کیا جائے“ یہ بالکل صحیح ہے لیکن آنجناب کا یہ خیال صحیح نہیں کہ راقم الحروف نے نور و بشر کی بحث میں اس اصول سے انحراف کیا ہے میں نے جو کچھ کہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر بھی، اور یہ کہ آپ ﷺ کے نور اور بشر ہونے میں کوئی منافات نہیں کہ ایک کا اثبات کر کے دوسرے کی نفی کی جائے۔ بلکہ آپ صفت ہدایت اور نورانیت باطن کے اعتبار سے نور مجسم ہیں اور اپنی نوع کے اعتبار سے خالص اور کامل بشر ہیں۔

بشر اور انسان ہونا کوئی عار اور عیب کی چیز نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی طرف اس کا انتساب خدا نخواستہ معیوب سمجھا جائے، انسانیت و بشریت کو خدا تعالیٰ نے چونکہ ”احسن تقویم“ فرمایا ہے اس لئے بشریت آپ ﷺ کے لئے کمال شرف ہے اور آپ ﷺ کا انسان ہونا انسانیت کے لئے موجب صد عزت و افتخار ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ حضرات سلف صالحین میں سے کسی نے آنحضرت ﷺ کی بشریت کا انکار کر کے آپ کو دائرہ انسانیت سے خارج کیا ہو، بلاشبہ آنحضرت ﷺ اپنی بشریت میں بھی منفرد ہیں اور شرف و منزلت کے اعتبار سے تمام کائنات سے بالاتر اور ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ کے مصداق ہیں اس لئے آنحضرت ﷺ کا اکمل البشر، افضل البشر اور سید البشر ہونا ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کیوں نہ ہو جب کہ خود فرماتے ہیں:

انا سید ولد آدم يوم القيمة ولا فخر (۷)

”میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا۔“

قرآن کریم نے اگر ایک جگہ (قد جاءكم من الله نور و کتاب مبین) فرمایا ہے (اگر نور سے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی مراد لی جائے) تو دوسری جگہ یہ بھی فرمایا ہے:

قل سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا (الاسراء: ۳۹)

”آپ فرمادیجئے کہ سبحان اللہ! میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں مگر پیغمبر ہوں اور کیا ہوں۔“

قل انما انا بشر مثلكم یوحی الی انما الھكم الہ واحد (الکھف: ۱۱)

”آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔“

وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد، افائن مت فھم الخالدون (الانبیاء: ۲۳)

”اور ہم نے آپ (ﷺ) سے پہلے بھی کسی بھی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔ پھر اگر آپ

(ﷺ) کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ دنیا میں ہمیشہ کور ہیں گے؟“

قرآن کریم یہ اعلان بھی کرتا ہے کہ پیغمبر کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ نوع بشر ہی سے بھیجے گئے۔

وما كان لبشر ان يوتيئه الله الكتاب والحكمة والنبوة ثم يقول للناس كونوا عباداً لى من دون الله (آل عمران: ٩٤)

”اور کسی بشر سے یہ بات نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور فہم اور نبوت عطا فرما دے پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر۔“

وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب او يرسل رسولا فيوحى باذنه ما يشاء (الشورى: ١٥)

”اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرما دے مگر (تین طریق سے) یا تو الہام سے، یا حجاب کے باہر سے یا کسی فرشتے کو بھیج دے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے۔“
اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے یہ اعلان بھی کرایا گیا ہے:

قالت لهم رسولهم ان نحن الا بشر مثلكم ولكن الله يمن على من يشاء من عباده۔ (ابراہیم: ١١)
”ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہیں۔ لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان فرما دے۔“

قرآن کریم نے یہ بھی بتایا کہ بشر کی تحقیر سب سے پہلے ابلیس نے کی اور بشر اول حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا:

قال لم اكن لاسجد لبشر خلقتہ من صلصال من حمإ مسنون (الحجر: ٣٣)
”کہنے لگا میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو آپ نے بجٹی ہوئی مٹی سے جو سڑے ہوئے گارے سے بنی ہے پیدا کیا ہے۔“

قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ کفار نے ہمیشہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اتباع سے یہ کہہ کر انکار کیا کہ یہ تو بشر ہیں، کیا ہم بشر کو رسول مان لیں؟

فقالوا البشرأ منا واحدا نتبعه انا اذلقى ضلال وسعر (القمر: ٣٣)
”پس کہا: کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی کے کہنے پر چلیں تب تو ہم ضرور گمراہی اور دیوانگی میں جا پڑیں گے۔“ (ترجمہ حضرت لاہوری)

وما منع الناس ان يؤمنوا اذ جاءهم الهدى الا ان قالوا ابعث الله بشرا رسولا قل لو كان في الارض ملائكة يمشون مطمئنين لنزلنا عليهم من السماء ملكا رسولا۔ (نبي اسرائیل: ٥٩/٦٠)

”اور جس وقت ان لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکی اس وقت ان کو ایمان لانے سے بجز اس کے اور کوئی بات مانع نہ ہوئی کہ انہوں نے کیا کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ فرما دیجئے اگر زمین پر فرشتے رہتے ہوتے کہ اس پر چلتے بٹتے تو البتہ ہم ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔“

ان ارشادات سے واضح ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام انسان اور بشر ہی ہوتے ہیں، گویا کسی نبی کی نبوت پر ایمان لانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ان کو بشر اور رسول تسلیم کیا جائے اسی لئے تمام اہل سنت کے ہاں رسول کی تعریف یہ کی گئی ہے:

والرسول هو الانسان بعثه الله تعالى الى الخلق لتبليغ الاحكام (۸)

”رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے پیغامات اور احکام بندوں تک پہنچانے کے لئے مبعوث فرماتے ہیں۔“

جس طرح قرآن کریم نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کا اعلان فرمایا ہے اسی طرح احادیث طیبہ میں آنحضرت ﷺ نے بھی بغیر کسی دغدغہ کے اپنی بشریت کا اعلان فرمایا ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ جہاں یہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے میرا نور تخلیق کیا گیا (اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے) وہاں یہ بھی فرماتے ہیں:

۱: اللهم انما انا بشر فاي المسلمين لعنة او سيئه فاجعله له زكوة واجراً (۹)

”اے اللہ میں بھی ایک انسان ہی ہوں پس جس مسلمان پر میں نے لعنت کی ہو یا اسے برا بھلا کہا ہو آپ اس کو اس شخص کے لئے پاکیزگی اور اجر کا ذریعہ بنادے۔“

۲: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: اللهم انی اتخذ عندک عہدا لن تخلفنیہ فانما انا بشر فاي المؤمنین اذیتہ، شتمتہ، لعنتہ، جلدتہ فاجعلہا له صلوٰۃ وزکوة وقربۃ تقربہ بہا الیک (۱۰)

”اے اللہ! میں آپ کے یہاں سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں آپ اس کے خلاف نہ کیجئے کیونکہ میں بھی ایک انسان ہوں پس جس مومن کو میں نے ایذا دی ہو، گالی دی ہو، لعنت کی ہو، اس کو مارا ہو، آپ اس کے لئے اس کو رحمت، پاکیزگی بناد دیجئے کہ آپ اس کی وجہ سے اس کو اپنا قرب عطا فرمائیں۔“

۳: اللهم انما محمد (ﷺ) بشر يغضب كما يغضب البشر، الحمد یث (۱۱)

”اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک انسان ہی ہیں ان کو بھی غصہ آتا ہے جس طرح اور انسانوں کو غصہ آتا ہے۔“

۴: انی اشترطت علی ربی، فقلت انما انا بشر ارضی کما یرضی البشر و اغضب کما یغضب البشر (۱۲)

”میں نے اپنے رب سے ایک شرط کر لی ہے میں نے کہا کہ میں بھی ایک انسان ہی ہوں میں بھی خوش ہوتا ہوں جس طرح انسان خوش ہوتے ہیں اور غصہ ہوتا ہوں جس طرح دوسرے انسان غصہ ہوتے ہیں۔“

۵: ”انما انا بشر و انه یاتینی الخصم فلعلی بعضکم ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انه قد صدق و اقضی له بذالک فمن قضیت له بحق مسلم فانما هی قطعة من النار فلیاخذھا او فلیترکھا۔“ (۱۳)

”میں بھی ایک آدمی ہوں اور میرے پاس مقدمہ کے فریق آتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض زیادہ زبان آور ہوں پس میں اس کو سچا سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں، پس جس کے لئے میں کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دوں وہ محض آگ کا ٹکڑا ہے اب چاہے وہ اسے اٹھالے جائے، اور چاہے چھوڑ جائے۔“

۶: انما انا بشر مثلكم انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی (۱۴)

”میں بھی تم جیسا انسان ہی ہوں میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلادیا کرو۔“

۷: انما انا بشر، اذا امرتکم بشیء من دینکم فخذوا به و اذا امرتکم بشیء من رایی فانما انا بشر (۱۵)

”میں بھی ایک انسان ہی ہوں جب تم کو دین کی کسی بات کا حکم کروں تو اسے لے لو اور جب تم کو (کسی دنیوی معاملے میں) اپنی رائے سے بطور مشورہ کوئی حکم دوں تو میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔“

۸: الا ایہا الناس! فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب... الخ (۱۶)

”سنو! اے لوگو! پس میں بھی ایک انسان ہی ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد (یہاں سے کوچ کا پیغام لے کر) آئے تو میں اس کو لبیک کہوں۔“

قرآن کریم اور ارشادات نبوی ﷺ سے واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صفت نور کے ساتھ موصوف ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کی بشریت کی نفی کر دی جائے، نہ ان نصوص قطعیہ کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کی بشریت کا انکار ممکن ہے۔ میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ بشریت کوئی عار اور عیب کی چیز نہیں جس کی نسبت آنحضرت ﷺ کی جانب کرنا سوء ادب کا موجب ہو، بشر اور انسان تو اشرف المخلوقات ہے اس لئے بشریت آپ کا کمال ہے، نقص نہیں اور پھر آپ ﷺ اشرف المخلوقات میں سب سے اشرف

افضل ہونا خود انسانیت کے لئے مایہ فخر ہے۔ اس لئے آپ کا بشر، انسان اور آدمی ہونا نہ صرف آپ ﷺ کے لئے طرہ افتخار ہے بلکہ آپ کے بشر ہونے سے انسانیت و بشریت رشک ملائکہ ہے۔ (۱۷)

یہی عقیدہ اکابر اور سلف صالحین کا تھا چنانچہ قاضی عیاضؒ ”الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم“ میں لکھتے ہیں۔

قد قدمنا انه ﷺ وسائر الانبياء والرسل من البشر، وان جسمه وظاهره خالص للبشر يجوز عليه من الآفات والتغيرات والألام والاسقام وتجرع كأس الحمام ما يجوز على البشر وهذا كله ليس بنقصه، لان الشئى انما يسمى ناقصا بالاضافة الى ما هو اتم منه واكمل من نوعه وقد كتب الله تعالى على اهل هذا الدار فيها يحيون وفيها يموتون ومنها يخرجون وخلق جميع البشر بمدرجة الغير۔ (۱۸)

”ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء و رسل نوع بشر میں سے ہیں اور آپ ﷺ کا جسم مبارک اور ظاہر خالص بشر کا تھا آپ ﷺ کے جسم اطہر پر وہ تمام آفات و تغیرات اور تکالیف و امراض اور موت کے احوال طاری ہو سکتے تھے جو انسان پر طاری ہوتے ہیں اور یہ تمام امور کوئی نقص اور عیب نہیں، کیونکہ کوئی چیز ناقص اس وقت کہلاتی ہے جبکہ اس کی نوع میں سے کوئی دوسری چیز اتم و اکمل ہو، داردنیا کے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ بات مقدر فرمادی کہ وہ زمین میں چلیں گے یہیں مریں گے اور یہیں سے نکالے جائیں گے اور تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے تغیر کا محل بنایا ہے۔“

آنحضرت ﷺ کی تکالیف کی چند مثالیں پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وهكذا سائر انبيائه مبلى ومعافى، وذلك من تمام حکمتہ ليظهر شرفهم في هذه المقامات، وبين امرهم ويتم كلمته فيهم وليحقق بامتحانهم بشريتهم، ويرتفع الالتباس من اهل الضعف فيهم لتلا يضلوا بما يظهر من العجائب على ايدىهم ضلال النصارى بعيسى بن مريم..... قال بعض المحققين

وهذه الطوارى والتغيرات المذكورة انما تختص
 باجسامهم البشرية المقصودة منها مقاومة البشر ومعافات بنى ادم ،
 لمشاكله الجنس ، وامابواطنهم فمنزلة غالبا عن ذلك
 معصومة منه ، متعلقة بالملا الاعلى والملئكة لاخذها عنهم
 وتلقيها الوحي عنهم (۲۰)

اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ وہ تکالیف میں بھی مبتلاء
 ہوئے اور ان کو عاقبت سے بھی نوازا گیا اور یہ حق تعالیٰ کی کمال حکمت تھی
 تاکہ ان مقامات میں ان حضرات کا شرف ظاہر ہو اور ان کا معاملہ واضح
 ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی بات ان کے حق میں پوری ہو جائے اور تاکہ اللہ
 تعالیٰ ان کی بشریت کو ثابت کر دے ، اور امت کے اہل ضعف کو ان کے
 بارے میں جو التباس ہو سکتا تھا وہ اٹھ جائے تاکہ ان عجائبات کی وجہ سے جو
 ان حضرات کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں گمراہ نہ ہو جائیں جس طرح نصاریٰ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں گمراہ ہوئے۔ بعض محققین نے فرمایا
 ہے کہ یہ عوارض اور تغیرات مذکورہ ان بشری اجسام کے ساتھ مخصوص ہیں جن
 سے مقصود بشر کی مقاومت اور بنی آدم کی مشقتوں کا برداشت کرنا ہے تاکہ ہم
 جنسوں کے ساتھ مشاکلت ہو لیکن ان کی ارواح طیبہ ان امور سے متاثر نہیں
 ہوتیں بلکہ وہ معصوم ومنزہ اور ملا اعلیٰ اور فرشتوں سے تعلق رکھتی ہیں کیونکہ وہ
 فرشتوں سے علوم اخذ کرتی ہیں اور ان سے وحی کی تلقین کرتی ہیں۔“

الغرض آپ ﷺ کے نور ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ آپ ﷺ بنی نوع انسان میں داخل
 نہیں۔ آپ نے جو حوالے نقل کئے ہیں ان میں آنحضرت ﷺ کے لئے نور کی صفت کا اثبات
 کیا گیا ہے، مگر اس سے چونکہ آنحضرت ﷺ کی بشریت کا انکار لازم نہیں آتا اس لئے وہ میرے
 مدعا کے خلاف نہیں اور نہ میرا عقیدہ ان بزرگوں سے الگ ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ”نشر الطیب“ میں سب سے پہلے نور محمدی (علی صاحبہ
 الصلوات والتسلیمات) کی تخلیق کا بیان فرمایا ہے اور اس کے ذیل میں وہ احادیث نقل کی ہیں جن کی
 طرف آپ نے اشارہ کیا ہے لیکن حضرتؒ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح بھی فرمادی

ہے، چنانچہ پہلی روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ”مسند عبد الرزاق“ کے حوالے سے یہ نقل کی ہے۔
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے
 نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا، پھر جب اللہ
 تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے ایک حصہ سے قلم پیدا کیا، دوسرے
 سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ آگے حدیث طویل ہے۔
 اس کے قائدہ میں لکھتے ہیں:

”اس حدیث سے نور محمدی ﷺ کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا

کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء
 کا نور محمدی ﷺ سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔“

اور اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”ظاہر انور محمدی، روح محمدی سے عبارت ہے اور حقیقت روح کی اکثر محققین
 کے قول پر مادہ سے مجرد ہے اور مجرد کا مادیات کے لئے مادہ ہونا ممکن نہیں پس
 ظاہر اس نور کے فیض سے کوئی مادہ بنایا گیا اور اس مادہ سے چار حصے کئے گئے
 ارج، اور اس مادہ سے پھر کسی مجرد کا بننا اس طرح ممکن ہے کہ وہ مادہ اس کا جزء
 نہ ہو، بلکہ کسی طریق سے محض اس کا سبب خارج عن الذات ہو۔“

دوسری روایت جس میں فرمایا گیا ہے کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا
 اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے۔

اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

اور اس وقت ظاہر ہے آپ ﷺ کا بدن تو بنا ہی نہ تھا تو پھر نبوت کی صفت آپ کی
 روح کو عطا ہوئی تھی اور نور محمدی اسی روح محمدی کا نام ہے، جیسا و پرند گور ہوا۔ (۲۱)

اس سے واضح ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نور محمدی ﷺ سے مراد آنحضرت ﷺ کی
 پاک اور مقدس روح ہے اور اس فصل میں جتنے احکام ثابت کئے گئے ہیں وہ آپ ﷺ کی روح مقدسہ
 کے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ کی پاک روح کے اول الخلق ہونے سے آپ کی بشریت کا انکار لازم
 نہیں آتا، اور حضرت تھانوی کی تشریح سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے نور کے خدا تعالیٰ کے
 نور سے پیدا کئے جانے کا یہ مطلب نہیں کہ نور محمدی ﷺ نعوذ باللہ نور خداوندی کا کوئی حصہ ہے بلکہ یہ

مطلب ہے کہ نور خداوندی کا فیضان آنحضرت ﷺ کی روح مقدسہ کی تخلیق کا باعث ہوا۔ آپ نے قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی ”امداد السلوک“ کا حوالہ دیا ہے کہ: احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سایہ نہیں رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

امداد السلوک کا فارسی نسخہ تو میرے سامنے نہیں البتہ اس کا اردو ترجمہ جو حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی نے ”ارشاد الملوک“ کے نام سے کیا ہے اس کی متعلقہ عبارت یہ ہے:

”آنحضرت ﷺ بھی اولاد آدم ہی میں ہیں مگر آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کو اثنا مطہر بنا لیا تھا کہ نور خالص بن گئے اور حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور فرمایا اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کے سایہ ضرور ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے متبعین کو اس قدر تزکیہ اور تصفیہ بخشا کہ وہ بھی نور بن گئے چنانچہ ان کی کرامات وغیرہ کی حکایتوں سے کتابیں پر اور اتنی مشہور ہیں کہ نقل کی حاجت نہیں نیز حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ ہمارے حبیب ﷺ پر ایمان لائے ان کا نور ان کے آگے آگے دوڑتا ہوگا اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ یاد کرو اس دن کو جب کہ مومنین کا نور ان کے آگے اور دہنی طرف دوڑتا ہوگا اور منافقین کہیں گے کہ ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ اخذ کریں۔ ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ﷺ کی متابعت سے ایمان اور نور دونوں حاصل ہوتے ہیں۔“ (ص ۳۱۱، ۵۱۱) (۲۲)

اس اقتباس سے چند امور بالکل واضح ہیں:

اول: آنحضرت ﷺ کا اولاد آدم علیہ السلام میں سے ہونا تسلیم کیا گیا ہے اور آدم علیہ السلام کا بشر ہونا قرآن کریم میں منصوص ہے۔

دوم: آنحضرت ﷺ کے لئے جس نورانیت کا اثبات کیا گیا ہے یہ وہ ہے جو تزکیہ و تصفیہ سے حاصل ہوتی ہے اور جس میں آنحضرت ﷺ کا مرتبہ اس قدر اکمل و اعلیٰ تھا کہ آپ نور خالص بن گئے تھے۔

سوم: جسم اطہر کا سایہ نہ ہونے کو متواتر نہیں کہا گیا بلکہ شہرت سے ثابت ہے کہا گیا ہے بہت سی روایات ایسی ہیں کہ زبان زعام و خاص ہوتی ہیں مگر ان کو تو اترا یا اصطلاحی شہرت کا مرتبہ تو کیا حاصل ہوتا خبر آحاد کے

درجہ میں ان کو حدیث صحیح یا قابل قبول ضعیف کا درجہ بھی حاصل نہیں ہوتا بلکہ وہ خالصتہً بے اصل اور موضوع ہوتی ہیں سایہ نہ ہونے کی روایت بھی حد درجہ کمزور ہے یہ روایت مرسل بھی ہے اور ضعیف بھی اس درجہ کی کہ اس کے بعض راویوں پر وضع حدیث کی تہمت ہے (اس کی تفصیل حضرت مفتی شفیع صاحب کے مضمون میں ہے جو آخر میں بطور مکملہ نقل کر رہا ہوں)۔

چہارم: احادیث کی تصحیح و تنقیح حضرات محدثین کا وظیفہ ہے حضرات صوفیائے کرام کا اکثر و بیشتر معمول یہ ہے کہ وہ بعض ایسی روایات جو عام طور سے مشہور ہوں ان کی تصحیح کے درپے نہیں ہوتے، بلکہ بر تقدیر صحت اس کی توجیہ کر دیتے ہیں یہاں بھی شیخ قطب الدین مکی قدس سرہ نے (جن کے ”رسالہ مکیہ“ کا ترجمہ حضرت گنگوہیؒ نے کیا ہے) اس مشہور روایت کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات عالی پر نورانیت اور تصفیہ کا اس قدر غلبہ تھا کہ بطور معجزہ آپ کا سایہ نہیں تھا بہر حال اگر سایہ نہ ہونے کی روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ بطور معجزہ ہی ہو سکتا ہے گویا غلبہ نورانیت کی بناء پر آپ کے جسم اطہر پر روح کے احکام جاری ہو گئے تھے اور جس طرح روح کا سایہ نہیں ہوتا اسی طرح آپ ﷺ کے جسم اطہر کا بھی سایہ نہیں تھا لیکن اس سے آپ ﷺ کی بشریت کی نفی لازم نہیں آتی ایک تو اس لئے کہ شیخ خود آپ کی بشریت کی تصریح فرما رہے ہیں، ظاہر ہے کہ اس نور کی بشریت سے منافات ہو تو آپ ﷺ کے تمام متبعین کی بشریت کا انکار لازم آئے گا تیسرے امام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ جو آنحضرت ﷺ کے حالات کو سب سے زیادہ جانتی ہیں وہ فرماتی ہیں، کان بشرا من البشر (۲۳) آنحضرت ﷺ بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ سایہ نہ ہونے کی روایت کے بارے میں ”فتاویٰ رشیدیہ“ سے اصل سوال و جواب یہاں نقل کرتا ہوں:

”سوال: سایہ مبارک رسول اللہ ﷺ کا پڑتا تھا یا نہیں اور جو ترمذی نے نوادر الاصول میں عبد الملک بن عبد اللہ بن وحید سے انہوں نے ذکوان سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہیں پڑتا تھا سند اس کی صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع ارقام فرمادیں۔

جواب: یہ روایت کتب صحاح میں نہیں اور نوادر کی روایت کا بندہ کو حال معلوم نہیں کہ کیسی ہے۔ نوادر الاصول حکیم ترمذی کی ہے نہ ابو عیسیٰ ترمذی کی فقط واللہ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی (۲۴)

اس اقتباس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ سایہ نہ ہونے کی روایت حدیث کی متداول کتابوں میں نہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حوالے سے آپ نے تمین باتیں نقل کی ہیں:

۱۔ حضور ﷺ ایک نور ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے، خلقت من نور اللہ، میں اللہ کے نور سے پیدا

ہوا ہوں۔ ۲: آپ ﷺ نور ہیں آپ کا سایہ نہ تھا۔ ۳: آپ ﷺ نور ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت و مصلحت کے پیش نظر بصورت انسان ظاہر فرمایا۔

آنحضرت ﷺ کے نور سے پیدا ہونے اور سایہ نہ ہونے کی تحقیق اوپر عرض کر چکا ہوں البتہ یہاں اتنی بات مزید عرض کر دینا مناسب ہے کہ ”خلقت من نور اللہ“ کے الفاظ سے کوئی حدیث مروی نہیں، مکتوبات شریفہ کے حاشیہ میں اس کی تخریج کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کی ”مدارج النبوة“ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے انما من نور اللہ والمؤمنون من نوری اللہ کے نور سے ہوں اور مومن میرے نور سے ہیں مگر ان الفاظ سے بھی کوئی حدیث ذخیرہ احادیث میں نظر سے نہیں گزری، ممکن ہے کہ یہ حضرت جابرؓ کی حدیث (جو نشر الطیب کے حوالے سے گزر چکی ہے) کی روایت بالمعنی ہو بہر حال اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس کی شرح ہے جو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی ”نشر الطیب“ سے نقل کر چکا ہوں۔

سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور اجزاء و حصص سے پاک ہے اس لئے کسی عاقل کو یہ تو وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت ﷺ کا نور، نور خداوندی کا جزء اور حصہ ہے پھر اس روایت میں اہل ایمان کی تخلیق آنحضرت ﷺ کے نور سے ذکر کی گئی، اگر جزئییت کا مفہوم لیا جائے تو لازم آئے گا کہ تمام اہل ایمان نور خداوندی کا جزء ہوں اس قسم کی روایت کی عارفانہ تشریح کی جاسکتی ہے، جیسا کہ امام ربانیؒ نے کی ہے، مگر ان پر عقائد کی بنیاد رکھنا اور آنحضرت ﷺ کو نصوص قطعیہ کے علی الرغم نوع انسان سے خارج کر دینا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

تیسری بات جو آپ نے حضرت مجددؑ سے نقل کی ہے اول تو وہ ان دقیق علوم و معارف میں سے ہے کہ جو عقول متوسطہ سے بالاتر ہیں اور جن کا تعلق علوم مکاشفہ سے ہے، جو حضرات تصفیہ و تزکیہ اور نور باطن کے عالی ترین مقامات پر فائز ہوں وہی ان کے افہام و تفہیم کی صلاحیت رکھتے ہیں، عام لوگ ان دقیق علوم کو سمجھنے سے قاصر ہیں ان لوگوں کو اگر ظاہر شریعت سے کچھ مس ہوگا تو ان اکابر کی شان میں گستاخی کریں گے (جس کا مشاہدہ اس زمانے میں خوب خوب ہو رہا ہے، اور جن لوگوں کو ان اکابر سے عقیدت ہوگی وہ ظاہر شریعت اور نصوص قطعیہ کو پس پشت ڈال کر الحاد و زندقہ کی وادیوں میں بھٹکا کریں گے، فان الجاہل اما مفرط و اما مفرط، اس لئے اکابر کی وصیت یہ ہے کہ:

چوں نداری تو سپرواپس گریز

گزر یدن تیغ را نبود حیا

نکتہ ہاں چوں تیغ پولاد است تیز

پیش این الماس بے اسپر میا

چہ شہا ششم دریں سیرگم
کہ دہشت گرفت آشتینم کہ قم
محیط است علم ملک بر بسیط
قیاس تو بروے نہ گرد محیط
نہ ادراک در کنہ ذاتش رسد
نہ فکر ت بغور صفاتش رسد

دوسرے، آپ نے حضرت مجدد کا حوالہ نقل کرنے میں خاصے اختصار سے کام لیا ہے جس سے فہم مراد میں التباس پیدا ہوتا ہے، حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تخلیق حق تعالیٰ کے علم اضافی سے ہوئی ہے۔

و مشہوری گردد کہ علم جملی کہ از صفات اضافیہ گشتہ است نوریت کہ در نشاۃ عنصری
بعد از انصاف از اصلا ب یا رحام متکثرہ بمقتضائے حکم و مصالح بصورت انسانی
کہ احسن تقویم ست ظہور نموده است و مکی بہ محمد واحد شدہ۔ (۲۵)

اور ایسا نظر آتا ہے کہ علم اجمالی جو کہ صفات اضافیہ میں سے ہو گیا ہے ایک نور ہے جو کہ نشاۃ عنصری میں بہت سی پشتوں اور رجحوں میں منتقل ہوا، حکم و مصالح کے تقاضے سے انسانی صورت میں جلوہ گر ہوا اور محمد واحد کے پاک ناموں سے موسوم ہوا۔

حضرت امام ربائی کے اقتباس سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے۔

۱: آنحضرت ﷺ کی تخلیق حق تعالیٰ کے علم اجمالی سے صفت اضافیہ کے مرتبہ میں ہوئی۔

۲: یہ صفت اضافیہ ایک نور تھا جس کو انسانی قالب عطا کیا گیا۔

۳: چونکہ انسانی صورت سب سے خوبصورت سانچہ ہے اسلئے حکمت خداوندی کا تقاضا ہوا کہ آپ کو انسان اور بشر کی حیثیت سے پیدا کیا جائے، اگر بشری ڈھانچے سے بہتر کوئی اور قالب ہوتا تو آنحضرت ﷺ کو کبھی انسانی شکل میں پیدا نہ کیا جاتا، اس سے واضح ہے کہ حضرت امام ربائی آنحضرت ﷺ کی بشریت کے منکر نہیں، اور نہ وہ نور، بشریت کے منافی ہے جس کا وہ اثبات فرما رہے ہیں۔

آپ نے ”رسالہ التوسل“ اور ”تفسیر کبیر“ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آیت کریمہ، قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین، میں نور سے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی مراد ہے اس آیت میں نور کی تفسیر میں تین قول ہیں:

ایک یہ کہ: اس سے آنحضرت ﷺ مراد ہیں۔ دوم یہ کہ: اسلام مراد ہے۔ اور سوم یہ کہ: قرآن کریم مراد ہے، اس قول کو امام رازی نے اس بناء پر کمزور کہا ہے کہ معطوفین میں تغایر ضروری ہے، لیکن یہ دلیل

بہت کمزور ہے، بعض اوقات ایک چیز کی متعدد صفات کو بطور عطف ذکر کر دیا جاتا ہے، چنانچہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ”بیان القرآن“ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

بہر حال نور سے مراد آنحضرت ﷺ ہوں یا اسلام ہو، یا قرآن کریم، بہر صورت یہاں نور سے نور ہدایت ہے، جس کا واضح قرینہ آیت کا سیاق ہے۔

يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِم إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (المائدة: ١٦)

اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو، جو رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں (یعنی جنت میں جانے کے طریقے کہ عقائد و اعمال خاصہ ہیں، تعلیم فرماتے ہیں، کیونکہ پوری سلامتی بدنی و روحانی جنت ہی میں نصیب ہوگی) اور ان کو اپنی توفیق (اور فضل) سے (کفر و معصیت کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان و طاعت کے) نور کی طرف لے آتے ہیں اور ان کو (ہمیشہ) راہ راست پر قائم رکھتے ہیں (بیان القرآن)۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

وتسمية محمد والاسلام والقرآن بالنور ظاهرة لان النور الظاهر هو الذي يتقوى به البصر على ادراك الاشياء الظاهرة، والنور الباطن ايضاً هو الذي تتقوى به البصيرة على ادراك الحقائق والمعقولات۔ (۲۶)

آنحضرت ﷺ اور اسلام اور قرآن کو نور فرمانے کی وجہ ظاہر ہے، کیونکہ ظاہری روشنی کے ذریعہ آنکھیں ظاہری اشیاء کو دیکھ پاتی ہیں، اسی طرح نور باطن کے ذریعہ بصیرت حقائق و معقولات کا ادراک کرتی ہے۔

علامہ نسفیؒ ”تفسیر مدارک“ میں لکھتے ہیں:

”او النور، محمد ﷺ لانه يهدي به كما يسمى سراجاً۔“ (۲۷)

”یا نور سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کو چراغ کہا گیا ہے۔“

قریب قریب یہی مضمون تفسیر خازن، تفسیر بیضاوی، تفسیر صاوی، روح البیان اور دیگر تفاسیر میں ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے لکھا تھا: جس طرح آپ ﷺ اپنی نوع کے اعتبار سے بشر ہیں اسی طرح آپ ﷺ بصفت ہدایت کے لحاظ سے ساری انسانیت کے لئے مینارہ نور ہیں، یہی نور

ہے جس کی روشنی میں انسانیت کو خدا تعالیٰ کا راستہ مل سکتا ہے اور جس کی روشنی ابد تک درخشندہ و تابندہ رہے گی، لہذا میرے عقیدے میں آپ بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ میری ان تمام معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بشریت دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اس لئے آنحضرت ﷺ کے لئے نور کی صفت ثابت کرتے ہوئے آپ ﷺ کو انسانیت اور بشریت کے دائرے سے خارج کر دینا ہرگز صحیح نہیں، جس طرح آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کا اعتقاد لازم ہے اسی طرح آپ کی انسانیت و بشریت کا عقیدہ بھی لازم ہے چنانچہ میں ”فتاویٰ عالمگیری“ کے حوالے سے یہ نقل کر چکا ہوں:

ومن قال لا ادري ان النبي صلى الله عليه وسلم كان انسيا او جنيا يكفر كذا في
الفصول العمادية (۲۸)

اور جو شخص یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آنحضرت ﷺ انسان تھے یا جن، وہ کافر ہے۔ واللہ اعلم
کتبہ: محمد یوسف لدھیانوی۔ بیانات۔ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ بمطابق نومبر ۱۹۸۱ء۔

حوالہ جات

- (۱) عقیدہ المجید (عربی متن مع اردو ترجمہ) الباب الثالث - ص ۵۴ - ط: محمد سعید ایڈمنسٹریشن کراچی
- (۲) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب - پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں - ۱۴۲۰ھ - ط: انتظامی کاپور فردری ۱۹۵۱ء
- (۳) اداء السلوک - لم نطلع علی طبع جدید
- (۴) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی (فارسی) دفتر سوم - حصہ نم - مکتوب ۱۰۰ - مجلد ۲ ص ۷۵ - ط: ایچ ایم سعید - کراچی ۱۴۲۹ھ
- وایضا المکتوبات الربانیة (عربی) المکتوب ۵۱۲ - الی الشیخ نور الحق فی کشف سر محبة یعقوب لیوسف علیہم السلام خاتم
حسنة فی بیان الحسن والجمال الحمدین علی صاحبہما السلام - ۳/۲۵۱ - دار الکتب العلمیة بیروت الطبعة
الاولی ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۳ء
- (۵) لم نطلع علی اصل الرسالة - (مرتب)
- (۶) التفسیر الکبیر للإمام الرازی - ۲/۲۸۳ - ط: مطبعة خیرية ۱۴۰۸ھ
- (۷) مشکوة المصابیح - باب فضائل سید المرسلین - ۵۱۳، ۵۱۱ - ط: قدیمی ۱۴۶۸ھ
- (۸) شرح العقائد النسفیة مع حافیہ الخیالی - ص ۰۳ - ط: مصطفیٰ البیانی الحلبي
- (۹) الصحیح لمسلم - باب من لعن النبی ﷺ اوسب - ۲/۳۳۴ - ط: قدیمی الطبعة الثانیة ۱۴۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۶ء
- (۱۰) المرجع السابق ۱ - ۲/۳۲۳
- (۱۱) نفس المرجع السابق

(۱۲) المرجع السابق

(۱۳) صحیح البخاری - ابواب المظالم والقصاص، باب اثم من خاصم فی باطل وهو عدل، ۱/۲۳۳-ط: قدیمی کتب خانہ۔
 الصحیح لمسلم - باب بیان ان حکم الحاكم لا یغیر الباطن ۲/۷۴-واللفظ لمسلم - ط: قدیمی الطبعة الثانية ۱۴۷۵ھ
 بمطابق ۱۹۵۶ء۔

(۱۴) صحیح البخاری، کتاب الصلوة، باب التوجہ نحو القبلة، حیث کان: ۱/۵۸، ط: قدیمی الطبعة الثانية ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۱ء۔
 الصحیح لمسلم - باب سجود السهو فی الصلوة ۱/۲۱۲-۲۳۱ الطبعة الثانية ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۱ء۔

(۱۵) الصحیح لمسلم - باب وجوب امثال ما قاله شرعا... الخ ۲/۲۶۳-ط:

(۱۶) الصحیح لمسلم - باب من فضائل علی بن ابی طالب ۲/۲۷۹-ط: قدیمی۔

(۱۸) اختلاف امت اور صراط مستقیم از حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ - دیوبندی بریلوی اختلاف - نور
 وبشر ۱/۳۹-ط: مکتبہ لدھیانوی

(۱۹) الشفاء صریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم - الامام القاضی عیاض - القسم الثاني فیما يخصهم فی
 الامور الدينية ۲/۱۵۸، ۱۵۹

(۲۰) المرجع السابق

(۲۱) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب - ص: ۱۱ - الفصول، پہلی فصل، نور محمدی کے بیان میں۔

(۲۲) ارشاد الملوک ترجمہ امداد السلوک، از حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی رحمہ اللہ، ص: ۱۱۳، ۱۱۵ (لم نطلع علی اصل
 النسخہ - واللہ اعلم - مرتب)

(۲۳) مشکوٰۃ المصابیح - باب فی اخلاقہ وشماکلمہ ﷺ - الفصل الثاني - ص: ۲۵۰

(۲۴) فتاویٰ رشیدیہ - کتاب التفسیر والحدیث - ص: ۱۵۲ - ط: محمد سعید اینڈ سنز کراچی

(۲۵) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی - دفتر سوم - مکتوب صدم - ۳/۷۵ خاتمہ حسنہ درمیان حسن
 وجمال - ط: ایچ ایم سعید کراچی، الطبعة الثانية ۱۳۲۹ء۔

(۲۶) التفسیر الکبیر للامام الرازی - ۱۱/۱۹۰ - ط: الطبعة الثالثة ایران۔

(۲۷) تفسیر الدارک للامام ابی البرکات النسخی التوفی (۷۱۰ھ) - سورة المائدة: ۱۶ - ۱/۳۳۶ - مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

(۲۸) الفتاویٰ الہندیہ - کتاب السیر - الباب التاسع فی احکام المرتدین - مطلب موجبات الکفر انواع - منها

ما یخلق بالانجاء - ۲/۲۳۶ - ط: ماجدیہ کوئٹہ - الطبعة الثانية ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء - وکذا فی البحر الرائق - لابن

نجیم - باب احکام المرتدین - ۵/۱۲۱ - ط: ایچ ایم سعید۔

تبصرہ کتب

نوٹ: تبصرے کیلئے کم از کم دو کتابوں کا بھیجنا ضروری ہے۔
ادارے کا ہر کتاب کے تمام مندرجات سے کلی طور پر متفق ہونا ضروری نہیں۔

(۱)

نام کتاب: دست و گریبان (رضا خانیوں کی کفر سازیوں)

مؤلف: شیر اہل سنت مولانا ابوالیوب قادری صاحب

صفحات: ۳۴۶

ناشر: دارالنعیم حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

ملنے کا پتہ: دارالنعیم حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

ادارہ نور سنت کراچی

مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی

اس کتاب کے کل پانچ (۵) ابواب ہیں۔ کتاب کے شروع میں عرض مولف بھی بڑا حوالہ جاتی ہے۔ پہلے باب میں بیان کیا گیا ہے کہ رضا خانیوں نے اپنے مسلک کو ہی غلط قرار دے دیا ہے۔ دوسرے باب میں ہے کہ بریلوی حضرات نے ایک دوسرے کے خلاف فاسق و فاجر ہونے کے فتوے دے دئے ہیں۔ باب سوم میں بریلویوں کی ایسی عبارتیں بیان کی گئی ہیں جن میں انہوں نے اپنے علماء کی تردید کی اور کفر و ارتداد کے فتوے دئے۔ چوتھے باب میں بریلوی ایک دوسرے کا منہ نوںچتے، گریبان پھاڑتے، پگڑیاں اچھالتے نظر آئیں گے۔ اور پانچویں باب میں ان بریلوی علماء کے نام بحوالہ درج ہیں جس پر خود اپنے علماء نے کافر گستاخ ہونے کے فتوے لگا دئے۔

یہ لا جواب کتاب ہر کتب خانے اور لائبریری کی زینت ہے۔ بریلوی مذہب اور ان کی تکفیری ذہنیت کو سمجھنے میں یہ کتاب اہم سنگ میل ہے۔ بلاشبہ بریلویت پر اس انداز سے اس سے پہلے کبھی قلم نہیں اٹھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ مولف کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

(۲)

نام کتاب: گلستانِ توحید و گلستانِ رسالت، بحوالہ گلشنِ توحید و رسالت

مؤلف: شیر اہلسنت مولانا ابوالیوب قادری صاحب

صفحات: ۱۵۸ ناشر: ادارہ تحقیقات اہلسنت

ملنے کا پتہ: دارالکتاب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ ادارہ نورسنت کراچی۔ 0312-5860955
 اشرف سیالوی رضا خانی کی طرف سے امام اہلسنت حضرت مولانا سر فرراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”گلدستہ توحید“ کا جواب لکھنے کی کوشش کی گئی اور اس کتاب کا نام رکھا گیا ”گلشنِ توحید و رسالت“۔ شیر اہلسنت مولانا ابوالیوب قادری صاحب مدظلہ العالی نے اپنی اس کتاب میں اشرف سیالوی کی خوب خبر لی ہے۔ اور سیالوی کی جہالتیں اور بہتان بازیاں بے نقاب کی ہیں۔ اور کم علمی میں کئے جانے والے اعتراضات کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ فی الحال ادارے نے پہلی جلد ہی کا جواب شائع کیا ہے امید کرتے ہیں کہ دوسری جلد کا جواب بھی جلد سے جلد شائع کر دیا جائے گا۔
 انشاء اللہ یہ کتاب انصاف پسند بریلوی کیلئے تریاقِ ثابت ہوگی لیکن قارئین نوٹ فرمائیں کہ پہلی اشاعت ہے اس لئے اس میں جگہ جگہ کمپوزنگ کی غلطیاں ہو گئی ہیں اور ہم نے ان کی نشاندہی ناشر ادارہ کو کر دی ہے۔

امید ہے کہ اگلے ایڈیشن میں ان غلطیوں کا زالہ کر دیا جائے گا۔

روبریلویت پر مندرجہ ذیل کتب دستیاب ہیں

(۱) ہدیہ بریلویت (۲) دست و گریباں (۳) بریلویت پر چار حرف (۴) حسام الحرمین کا تنقیدی جائزہ (۵) فرقہ سیفیہ کا تنقیدی جائزہ (۶) فاضل بریلوی اور شیخ الہند کے ترجمے کا تقابلی جائزہ (۷) گلستانِ توحید و رسالت

بریلویوں کی مندرجہ ذیل نایاب حوالہ جاتی کتب دستیاب ہیں

(۱) تنقیدات علی مطبوعات (۲) مکتوب ابوداؤد بنام ابوالبلال (۳) تنقیدات اقتدار (۴) وصایا شریف (۵) کیا پیر نصیر الدین وہابی ہے؟ (۶) تحذیر الناس میری نظر میں (۷) مسلم لیگ کی زریں بنجیدری (۸) قہر القادر (۹) الجوابات السید (۱۰) تنویر الحجۃ (۱۱) وقعات السنان (۱۲) اتمام حجت (۱۳) ہدایۃ المسلمین (۱۴) احکام نور یہ شریعہ بر مسلم لیگ (۱۵) تجلیات امام احمد رضا (۱۶) تذکرہ مظہر مسعود (۱۷) فتاویٰ مظہر یہ

کتب میں منگوانے کیلئے رابطہ کریں 03125860955

صرف یا اللہ مدد

جہات معارف و نشر و ترویج

صرف یا اللہ مدد

مدارس، اسکول، کالج، یونیورسٹی کے طلباء کے لیے

پانچ روزہ

تقابل ادیان کورس

ان کورس میں علماء کرام نے مناظرہ چھانگین گے

مناظر اہلسنت
حضرت علامہ مولانا **رب نواز حنفی** صاحب دامت عالیہ

زیور
سرپرستی

زیر انتظام:

مفتی نجیب اللہ عمر

بمقام:

جامع مسجد الحبیب

محمدی کالونی سی ون ایریا نزد تین ہٹی میل،
بالمقابل سی ون ایریا قبرستان،
لیاقت آباد نمبر ۲، کراچی۔

۱۳ ذی الحجہ سے

۱۷ ذی الحجہ تک

یعنی عید کے چوتھے دن سے آٹھویں دن تک
وقت: صبح آٹھ بجے سے دوپہر ساڑھے بارہ بجے تک

ماہر نسخہ الیہ والی ملند

کے لیے قیام و طعام کا

الاستخدام ہوگا بستر و صبحا لائیں۔

ایک ایسا کورس جس میں توحید و سنت، تقلید کی اہمیت،
عقائد باطلہ کا رد اور اہل سنت کے عقائد کا تعارف بھی ہوگا۔

یعنی روزانہ

4-H, 1-D, W-21, 4-J
6, 4-L, X-10, W-11

منجانب: انجمن دعوت اہل السنۃ والجماعۃ

نبی کریم ﷺ کی بشریت

قرآن و سنت کی روشنی میں

مولانا امجد سعید

محترم قارئین! بریلوی حضرات کا دعویٰ ہے کہ نبی ﷺ ظاہر کے اعتبار سے بشر تھے اور ذات اور حقیقت کے اعتبار سے نور جیسے جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم علیہ السلام کے پاس آئے تو بشر بن کر مگر ذات کے اعتبار سے نور تھے ہم اہل سنت کا موقف اس بارے میں یہ ہے کہ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو بے مثال بشر بھی بنایا اور ان کو امت اور تمام عالم کے لئے نور ہدایت بھی بنایا۔ آپ ﷺ ذات کے اعتبار سے تو خیر البشر اور سید البشر ہیں اور صفت ہدایت کے اعتبار سے نور، کفر و گمراہی کے اندھیروں میں مبتلا لوگ آپ ﷺ کی ذات اقدس سے ہدایت کا نور پاتے ہیں۔ یاد رکھیے ہم اہل سنت قطعاً نبی ﷺ کو اپنے جیسا بشر نہیں کہتے (نعوذ باللہ) یہ اہل بدعت کا اہل سنت پر بہتان ہے۔ (ادارہ)

انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت ایک حقیقت ہے:

نبی کریم ﷺ اور انبیاء علیہم السلام کی بشریت ایک ایسی حقیقت ہے جسے کوئی بھی صاحب عقل اور ذی شعور انسان جھٹلا نہیں سکتا۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے اندر جا

بجائے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے چنانچہ ان لوگوں کو جو یہ کہتے ہیں کہ ”نبی“ اور ”رسول“ تو کوئی فرشتہ یعنی نورانی مخلوق ہی ہونا چاہئے تھا۔ یہ ہم جیسا انسان اور بشر کیوں رسول بنا کر بھیجا گیا؟ ان کے اس طرح کے مختلف سوالات کے جوابات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیئے ہیں ہم انتہائی اختصار کے ساتھ ان کا تجزیہ یہاں پیش کرتے ہیں انشاء اللہ ان آیات اور قرآنی فیصلوں کو پڑھ کر ایک سلیم الفطرت اور سمجھ دار آدمی کو فیصلہ کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوگی اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ انبیاء علیہم السلام بشر اور تمام انسانوں کے سردار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبَسُونَ“ (انعام ۹)

”اور اگر ہم کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیج دیتے تو وہ بھی آدمی کی ہی صورت میں ہوتا اور انہیں شبہ میں ڈالتے جس میں اب مبتلا ہیں۔“

دیکھئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے زاویہ سے انسانوں کو یہ بات سمجھائی ہے کہ اگر ہم فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے تو وہ اصلی حالت میں تو آ نہیں سکتا تھا کیونکہ لوگ اس کو اس حالت میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور اگر وہ انسانی شکل میں متشکل ہو کر آتا تو اعتراض کرنے والوں پر پھر وہ معاملہ مشتبہ رہتا اور یہ کہتے پھرتے کہ دیکھو انسان ہی رسول بن کر آ گیا لہذا اس لئے ہم نے کسی بھی فرشتے کو رسول بنا کر نہیں بھیجا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ”ملک“ فرشتہ کے رسول نہ بنانے کی حکمتوں کو صاف اور بڑے واضح انداز میں بیان فرمادیا ہے۔

ایک اور زاویہ نگاہ سے بھی سمجھ لیجئے

اب آئیے ایک دوسرے مقام کی طرف جس میں اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی زیادہ کھلے انداز میں انبیاء علیہم السلام کی بے مثال بشریت کو بیان کیا ہے اور عجیب انداز میں

بیان کیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

”وما منع الناس ان يؤمنوا اذ جاءهم الهدى الا ان قالو ابعث الله

بشرار سولا“ (بنی اسرائیل آیت ۹۴)

”اور لوگوں کو ایمان لانے سے جبکہ ان کے پاس ہدایت آگئی صرف اس چیز نے

روکا ہے کہ کہنے لگے کہ اللہ نے آدمی (بشر) کو رسول بنا کر بھیجا۔“

یہاں بھی پھر وہی بات اور وہی اعتراض جو مشرکین کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے دہرا

کر جواب میں بڑا پیارا اور سمجھانے والا جملہ نازل فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

”قل لو كان في الارض ملائكة يمشون مطمئين لنزلنا عليهم من

السماء ملكا رسولا“

(بنی اسرائیل آیت ۱۵)

ترجمہ:- آپ کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے

تو ہم آسمان سے ان پر فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا

جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ ہم پر کوئی فرشتہ رسول بنا کر کیوں نہیں بھیجا گیا؟ اگر

ہم تم پر کوئی فرشتہ بھیجتے تو اس کی صورت تو یہی تھی کہ تم بھی فرشتے ہی ہوتے لیکن تم زمین پر

چلنے پھرنے والے لوگ فرشتے نہیں ہو بلکہ انسان اور بشر ہو تو پھر تمہیں سمجھانے کے لئے

آسمان سے فرشتہ کیسے آتا؟ جب تم انسان اور بشر ہو تو پھر تمہاری طرف انسان اور بشر ہی

رسول بن کر آتا تھا اس لئے ہم نے رسول انسان کو ہی بنا کر بھیجا۔ یہ تم کیسی بے تکی اور بے

سروپا باتیں کرتے ہو کچھ تو سمجھنے کی کوشش کرو۔

قرآن پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کا اعلان:

اس طرح مشرکین کو سمجھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی بشریت کا

یوں اظہار فرمایا ”قل انما بشر مثلکم یوحی الی“ (الایۃ)

(کھف آیت ۱۲۰)

آپ کہہ دیجئے کہ بے شک میں انسان ہوں جیسے تم انسان ہو اس آیت میں تو اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کی بشریت کو بالکل صاف اور واضح انداز میں بیان فرمادیا ہے اور فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ میں جنس ہونے کے اعتبار سے تو انسان ہوں البتہ مرتبہ و مقام اور افضلیت کے اعتبار سے اعلیٰ و ارفع ہوں کہ تم اس کا ذرہ برابر بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور وہ مرتبہ یہ ہے کہ مجھ پر رب العالمین کی وحی نازل ہوتی ہے ظاہر ہے کہ کسی بھی انسان پر ہم میں سے اور صحابہ کرامؓ میں سے اور اولیاء اللہ میں سے وحی نہیں آتی لہذا نبی کریم ﷺ کا مقام اور مرتبہ اتنا بلند ہے کہ ہم اس کے ذرہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

لیکن اس سب کے باوجود آپ ﷺ جنس کے اعتبار سے بے مثل بشری ہیں کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بشر ہی فرمایا ہے اور یہ بات بھی سمجھ لیجئے کہ قرآن مجید میں جس جگہ بھی نبی کریم ﷺ کے لئے نور کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے ”صفاتی نور“ نور ہدایت مراد ہے۔ یعنی نبی کریم ﷺ اس امت کے لئے رشد و ہدایت کا نور اور روشنی بن کر آئے ہیں نہ کہ ذاتی نور مراد ہے۔ کیونکہ ذاتی نور مراد لینے سے قرآن پاک کی روشنی آیات سے ٹکراؤ لازم آئے گا اور پھر پوری امت میں سے کسی ایک بھی محدث و مفسر اور فقیہ نے نبی کریم ﷺ کو ذاتی نور مانا ہے اور نہ ہی کہا ہے بلکہ آپ ﷺ کے سید البشر اور خیر البشر ہونے کا اعلان کیا ہے۔

مخلوقات میں سب سے افضل بشر و انسان ہے:

یہاں پر ایک اور بات بھی عرض کر دوں کہ اللہ تعالیٰ نے تین قسم کی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں۔

(۱) بشر، انسان جو خاک کی ہے، یعنی مٹی سے پیدا شدہ۔ (۲) فرشتے جو نوری ہیں یعنی نور سے

پیدا شدہ۔ (۳) جنات جو ناری ہیں یعنی آگ سے پیدا شدہ۔

ان تینوں مخلوقات میں سے سب سے فضیلت والی مخلوق انسان اور بشر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ“ (الایۃ)

(بنی اسرائیل آیت ۷۰)

”اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت اور اکرام بخشا۔“

اور دوسری جگہ فرمایا ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ“ (سورۃ التین) چکی بات ہے کہ ہم نے انسان کو سب سے زیادہ خوبصورت پیدا کیا ہے اب سوچنے کی بات ہے کہ جس مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ خوبصورت پیدا کیا اور عزت والا بنایا ہے اس سے انبیاء علیہم السلام کو نکال دیا جائے اور کم درجہ والی مخلوقات میں شامل کر لیا جائے یہ کیسے مانا جاسکتا ہے؟ اور کیوں کر ہو سکتا ہے؟ پس اسی حقیقت سے مسئلہ کی نوعیت کو سمجھ لیا جائے اور نبی کریم ﷺ جو کہ افضل البشر اور سید البشر ہیں اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی بشریت کو تسلیم کر لیا جائے یہ چند ایک معروضات صرف آپ کی مذہبی غیرت اور دینی حمیت کو جھنجھوڑنے کے لئے عرض کی گئی ہے وگرنہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بے مثال بشریت کا مسئلہ تو اتنا واضح اور اٹل ہے کہ اس کا انکار چودہ صدیوں میں سے کسی دور میں بھی امت مسلمہ اور اہل علم میں سے کسی نے نہیں کیا۔ یہ مسئلہ تو برصغیر میں اہل بدعت کا پھیلا یا ہوا، اگر تاریخ میں سے جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کو نکال دیا جائے تو آپ یہ مسئلہ کہیں بھی نہیں دکھا سکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ ماضی قریب میں ہی پیدا ہوا، اس سے پہلے تمام مسلمان اور آئمہ مجتہدین، انبیاء کرام علیہم السلام کی بے مثال بشریت کے قائل تھے اور آج بھی ان کے سچے متبعین یہی نظریہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح عقائد کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)